

پچھنہ سمجھے خدا کرے کوئی!

زندگی کیا ہے۔ اسکی حقیقت کیا ہے۔ یہ اہم ہے یا موت۔ موت کیا زندگی کا دوسرا نام ہے۔ یا پھر یہ کسی اور نام سے رونما ہوتی ہے۔ زندگی کا سفر طویل لگنے کے بعد پھر موت کا بدبیت حاصل کیوں ہے۔ روح کیا ہے۔ یہ بزرخ میں کیسے سائے گی۔ بزرخ بذاتِ خود کیا وقت کی قید میں ہے یا وقت اسکی گرفت میں ہے۔ سوال یہ بھی تو ہے کہ وقت کیا ہے۔ یہ موجود ہے کہ نام موجود۔ حقیقت ہے یا صرف خیال۔ مسلسل ہے یا لامکا۔ وقت سب کچھ محسوس کرتا ہے یا نابینوں کی طرح صرف اور صرف دیکھتا رہتا ہے۔ خاموش رہتا ہے۔ کیا وقت ہمیں کسی بھی طریقے سے مسخر کرتا ہے یا بذاتِ خود ہمارے رحم و کرم پر ہے۔ ہم وقت کی قید میں ہیں یا وقت ہماری قید میں۔ یادوں ایک دوسرے سے آزاد ہیں۔ کیا ایک دوسرے کے بغیر دونوں زندہ رہ سکتے ہیں۔ کیا وقت انسان کے بغیر سانس لے سکتا ہے۔ کیا وقت ہمارے بغیر کسی وقعت کا مالک ہے یا یہ صرف اور صرف فریب نظر ہے۔ اگر ذی روح کو مارنا ہی مقصود تھا تو پھر وہ زندہ کیوں رہا۔ اگر موت ہی مقدر ہے تو زندگی کا جو ہر کیا ہے۔ اگر موت شکستہ ہے تو پھر زندگی اصل میں کیا ہے۔ موت سے بقاء حاصل کرتی ہے یا موت اختتام ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آغاز ہو۔ مگر کس چیز کا آغاز۔ پھر اختتام کیا ہے۔ بدبیت کیا ہے۔

اندھیرہ دراصل کیا ہے۔ کیا یہ روشنی کی ضد ہے یا اسی کا ایک منفرد پہلو۔ روشنی اندھیرے کو ختم کرتی ہے یا اندھیرہ روشنی کو قید کر ڈالتا ہے۔ روشنی دراصل بذاتِ خود کیا ہے۔ کیا یہ واقعی ہمیں دکھانے کیلئے ہے یا روشنی سب کچھ چھپا لیتی ہے۔ صرف وہ دکھاتی ہے جسے ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ رنگ کیا ہیں۔ کیا یہ واقعی موجود ہیں یا نام موجود ہیں۔ کیا ہم سارے رنگ دیکھ سکتے ہیں یا ہمیں دکھائے جاتے ہیں۔ اگر ہم سارے رنگ نہیں دیکھ پاتے تو کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ کیا ہم ناپینا ہیں جو صرف چند رنگ دیکھ پاتے ہیں یا مکمل بصارت سے محروم لوگ۔ کیا بصارت سے عاجز لوگ واقعی ناپینا ہیں۔ حقیقت میں کیا ہم ناپینا ہیں۔ پھر پینائی کیا ہے۔ دیکھنے کا کام یا نہ دیکھنے کی طاقت۔ کیا بصارت واقعی سچ ہے یا صرف اور صرف سراب۔ مگر سراب اصل میں کیا ہے۔

سفر کیا امر ہے۔ کیا یہ منزل سے قریب لے آتا ہے یا سفر کے دوران منزل مزید دور ہو جاتی ہے۔ منزل بذاتِ خود جامد ہے یا یہ بھی تغیر میں ہے۔ کیا منزل میں کوئی استقامت ہے بھی یا نہیں۔ یہ تبدیلی کے عمل میں ہے تو پھر سفر کیا ہے۔ سفر ہمیں منزل کی طرف یا جانے کا بہانہ ہے یا منزل ہماری طرف کشاں کشاں سفر کرتی ہے۔ کیا یہ تو نہیں کہ سفر اور منزل بذاتِ خود جامد نہیں ہیں بلکہ سفر میں ہیں۔ پھر دراصل سفر کیا ہے۔ کیا یہ منزل سے دور جانے کا عمل ہے یا اسکے قریب جانے کا۔ کیا دوری اور قربت بھی کسی حقیقت کا نام ہے یا یہ بھی بنشاں ہیں۔ انکا ہونا اور نہ ہونا دونوں یکساں ہیں۔ برابر ہیں یا بے معنی ہے۔ پس سفر دراصل ہے کیا۔ کیا یہ منزل سے دور جانے کا عمل ہے یا قریب ہونے کا۔ کیا ہنسی سفر، مسلسل سفر کی ہی ایک قسم نہیں ہے۔ کیا ہن ہی تغیر میں رہتا ہے یا جسم۔ جسمانی اور ہنسی سفر اتنے مختلف کیوں ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے مقابلہ ہیں یا ایک جیسے ہیں۔ ہنسی سفر کا آغاز کیا ہے۔ اسکا آغاز اہم ہے یا اختتام۔ پھر سفر کا اختتام دراصل ہے کیا۔ کیا اختتام ہی آغاز نہیں ہے۔ کہیں یہ تو نہیں کہ آغاز دراصل اختتام ہے۔ مستقل اختتام۔ جسکا ادراک مشکل

ہے۔ یا شائد ناممکن ممکن میں کیا فرق ہے۔ آغاز اور اختتام بے معنی ہیں یا لایعنی۔ کیا یہ بھی وقت کی قید میں ہیں یا آزاد ہیں۔ اگر آزاد ہیں تو کیونکر اور اگر وقت کے ساتھ ہیں، تو کیا یہ وقت کے غلام ہیں یا مالک۔ وقت ہی اہم ہے یا آغاز یا اختتام۔ ان میں سے کون اہم ہے اور کون غیر اہم۔ یہ اہم اور غیر اہم دراصل اپنی حقیقت میں کیا ہیں۔ کیا اہم کبھی بہت زیادہ غیر اہم نہیں ہو جاتا۔ پھر غیر اہم ہی تلاش بن جاتا ہے کیونکہ وہی دراصل اہم ہوتا ہے۔

آواز کی حقیقت کیا ہے۔ سکوت کیا ہے۔ کیا دونوں موجود ہیں یا ناموجود۔ کیا یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں یا بالکل ایک جیسے ہیں۔ اگر ضد ہیں تو کیونکر اور نہیں تو پھر کیسے۔ کیا آواز کی کوئی حد ہے یا یہ لامحدود ہے۔ کیا سکوت کی بھی کوئی منزل ہے یا یہ بھی غیر مرمنی ہے۔ کیا سکوت بھی سنائی دیتا ہے۔ سکوت کی زبان کیا ہے۔ اس زبان کو کیسے جانا جاسکتا ہے۔ سناجا سکتا ہے۔ کیا سکوت اہم ہے یا آواز۔ کیا واقعی ہم سب کچھ سن سکتے ہیں۔ اگر سن سکتے ہیں تو کیا وہ دائمی ہے یا عارضی۔ کیا آواز کا کوئی وجود ہے بھی یا نہیں۔ کیا کوئی ایسی آواز بھی ہے جو سنائی نہیں دیتی۔ کیا یہ تو نہیں کہ سکوت کا دوسرا نام ہی آواز ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ تجدید ہیں۔ ایک دوسرے کو بڑھا وادیتے ہیں۔ سہارا دیتے ہیں۔ سکوت دراصل آواز ہی ہے اور جسے ہم آواز گردانتے ہیں، دراصل وہ ہی سکوت ہے۔ پھر کامل سکوت کیا ہے۔ کیا سکوت واقعی کامل ہو سکتا ہے۔ کیا اس پر وقت کا کوئی اثر نہیں۔ کیا یہ تو نہیں کہ وقت ہی، سکوت کے تابع ہے۔ آواز اصل میں کچھ بھی نہیں۔ کیا یہ دونوں غیر حقیقی تو نہیں۔ آواز بھی اور سکوت بھی۔

وجود دراصل کیا ہے۔ جسے ہم وجود سمجھتے ہیں کیا وہ واقعی ہے بھی کہ نہیں۔ وجود کی اصل حقیقت کیا ہے۔ کیا یہ تبدیل ہوتا رہتا ہے یا کسی قسم کی تبدیلی سے مبراء ہے۔ وجود کا ادراک کیسے ہوتا ہے۔ پیدا ہونے سے یا موت سے یا تغیر سے۔ کیا واقعی وجود کی کوئی اہمیت ہے یا عدم وجود کی۔ ہو سکتا ہے کہ جسے ہم وجود سمجھتے ہیں، وہ اصل میں عدم وجود کا ہی دوسرا نام ہو۔ عدم وجود واقعی موجود ہے یا صرف نظر کا فریب ہے۔ کیا یہ دونوں اپنی صفتوں میں برابر ہیں یا متصاد طریقے سے ایک دوسرے کو ختم کر دیتے ہیں۔ کیا یہ تو نہیں کہ اصل میں وجود ہی عدم وجود کو جنم دیتا ہے۔ اور عدم وجود دراصل وجود ہی کا دوسرا نام ہے۔ کیا یہ ہم نام ہیں۔ اگر ہیں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیونکر۔ وجود اور عدم وجود کا تعین ہمیں کیسے سمجھ میں آئیگا۔ کیا یہ ایک سبق ہے یا محض ایک معمولی سی مشق ہے۔ وجود اہم ہے یا عدم وجود۔ یہ تو نہیں کہ دونوں ہی غیر اہم ہیں۔ کیا یہ تو نہیں کہ یہ حقیقت میں موجود ہی نہیں ہیں۔ صرف فریب نگاہ ہیں۔ یا فریب قدرت ہیں۔ اگر قدرت کا دکھاوا ہیں تو کیوں ایسے ہیں۔ قدرت کو وجود اور عدم وجود بتانے یاد کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا عدم وجود حد درجہ اہم نہیں ہے۔ بلکہ اہم ترین نہیں ہے۔ اور وجود بالکل بے معنی سا ہے۔ کیا عدم وجود، وجود کو ختم کرتا ہے یا وجود، عدم وجود کو بے دست پا کر ڈالتا ہے۔ یہ مجموعہ اضداد ہیں یا صرف فکری کھیل۔ کیا ایسا تو نہیں کہ ہم وجود اور عدم وجود کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ہے۔ کیوں ان دونوں کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ یہ نہ ساکت رہیں اور نہ ہی تغیر میں۔ نہ عارضی ہوں اور نہ مستقل۔ یا شائد دونوں بے حقیقت ہوں۔ وجود اور عدم وجود دراصل بذاتِ خود سفر کا حصہ ہیں۔ مگر کس سفر کا۔ کون سے سفر کا۔ یہ سفر کس طرف جاری ہے۔ جاری بھی ہے یا سب کچھ مخدوم ہے۔ ان پر صدیوں کی گرد موجود ہے۔ صدیاں بھی نہیں۔ ہزاروں بلکہ کروڑوں برسوں کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔

خوبصورتی دراصل کیا ہے۔ کیا یہ بد لئے کے معمول میں ہے یا بذاتِ خود بد لے جانے میں۔ کیا واقعی خوبصورتی کی کسی قسم کی کوئی حقیقت ہے یا یہ صرف استعارہ ہے۔ کیا اسکا کوئی باطنی پہلو بھی ہے یا یہ سب کچھ ظاہری ہی ہے۔ اگر صرف ظاہری ہے، تو پھر اصل کیا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ بدصورتی کا اصل جو ہر کیا ہے۔ بدصورتی بذاتِ خود کیا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ کیا جسے ہم بدصورتی کہتے ہیں، دراصل وہی اصل خوبصورتی ہے۔ اور خوبصورتی بذاتِ خود کچھ بھی نہیں ہے۔ انکے ظاہر اور باطن میں اتنا فرق کیوں ہے۔ ظاہراً ہم ہے یا باطن۔ یادوں غیراً ہم ہیں۔ یا شائد دونوں بے حد ہم ہیں۔ کیا وقت ان دونوں پر حاوی ہو سکتا ہے یا یہ دونوں، وقت کو گرفت میں کر لیتی ہیں۔ انسانی روح کی خوبصورتی کا مطلب کیا ہے۔ اور کیا روح، بدصورت بھی ہو سکتی ہے۔ یاروح مکمل طور پر ان دونوں اوصاف سے بالاتر ہے، مبراہے۔ شائد خوبصورتی، بدصورتی کی قید میں ہے۔ پھر جواب کیا ہے۔ روح اہم ہے، یا اسکے ساتھ جڑی ہوئی صفات۔ پھر صفت بذاتِ خود کیا ہے۔

کیا ہمارے اردوگردان گنت انسان، پرندے، چوپائے اور کیڑے مکوڑے نظر آتے ہیں۔ انکا کوئی وجود ہے یا وہ بھی کسی عدم وجود ہی کا ادنیٰ سماحہ ہیں۔ یہ پھول اور انکے رنگ کیا ہیں۔ سبزہ کا وجود ہے بھی یا نہیں۔ یہ تو نہیں کہ رنگ، پھول، سبزہ، آپکے عدم وجود کا حصہ ہیں اور شائد آپ بھی۔ کیا نظر کو خیرہ کر دینے والے آب و گل واقعی موجود ہیں یا نہیں۔ کیا مختلف رنگ کے بادل جو ہوا کے دوش پر قص کرتے نظر آتے ہیں، واقعی موجود ہیں یا صرف اور صرف ہمیں دکھایا جا رہا ہے۔ اگر صرف دکھاوا ہے تو پھر اسکے پیچھے کون ہے اور اسکے مزید پیچھے کون ہے۔ یہ کیا مزید پیچھے کا سفر ہے یا صرف اور صرف وجدان اور ادراک کی جنگ ہے۔ ادراک اور وجدان میں دائمی فرق کیوں ہے۔ ہمارے اردوگرد موجود ہوا ہمیں اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ یہ احساس کیا واقعی ہے۔ ہوا، بادل، پھول، سبزہ، انسان، حشرات الارض کیا کسی منزل کے بغیر ہیں۔ یہ اپنے سفر میں کامیاب بھی ہیں یا نہیں۔ کیا یہ جمود کا شکار تو نہیں۔ ہم بدل جاتے ہیں۔ مگر منظرو ہی رہتا ہے۔ دوام دیکھنے والے کو نہیں، نظارہ کو ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نہ نظر کو اور نہ نظارہ کو۔ بلکہ اسکو، جو سب کچھ دکھار رہا ہے۔ اگر وہ دکھار رہا ہے تو کیوں۔ کیا وہ واقعی جو سب کچھ دکھار رہا ہے، وہ حقیقت میں موجود ہے یا صرف لمحے کی بازی گری ہے۔ کیا ایسا تو نہیں کہ جو کچھ نہیں دکھایا جا رہا، وہ وہی اصل میں اہم ہے۔ دکھائے جانے والے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وجدان کیا ہے اور ادراک کی منزل کیا ہے۔ کیا ادراک، وجدان کی طرف ایک طویل سفر ہے یادوں غیر متحرک ہیں۔ جامد ہیں۔ کیا واقعی ادراک کی کوئی اہمیت ہے۔ کیا واقعی وجدان کی کوئی حقیقت ہے۔ کیا وجدان اور ادراک دونوں یکساں تو نہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزم تو نہیں۔ یادوں ایک دوسرے کی ضد تونہیں۔ کیا ایک دوسرے کی زنجیریں تو نہیں۔ کیا یہ ایک دوسرے کے مالک تو نہیں۔ یہ سب کچھ کیا ہے۔ میرے مالک یہ سب کچھ کیا ہے!

راوی مظفر حیات